Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Noam Chomsky's Critique of Behaviorism: An Analytical Study in the Light of *"A Review of B. F. Skinner's Verbal Behavior"*

نوم چومسکی کے نظریہ کردار (Behaviorism) پر اعتراضات:

A Review of B. F. Skinner's Verbal Behavior کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Kamran
PHD Scholar Department of Urdu, NUML Islamabad
m.akhtarshahin@gmail.com

Abstract
Behaviorism remained one of the most influential psychological approaches to learning and human behavior during the twentieth century. B. F. Skinner extended behaviorist principles to language in his Verbal Behavior, explaining linguistic behavior primarily in terms of stimulus, response, reinforcement, conditioning and environmental control. Noam Chomsky strongly criticized this approach in his review of Skinner's work. Chomsky argued that concepts derived from controlled laboratory experiments cannot adequately account for the complexity, creativity and productivity of human language. He particularly questioned Skinner's use of stimulus, response, reinforcement and conditioning when these concepts were extended from experimental psychology to ordinary linguistic behavior. This paper analyzes Chomsky's major objections and demonstrates that his criticism is directed not at every contribution of behavioral learning but at its claim to provide a comprehensive explanation of language acquisition and use. Chomsky emphasizes the independent contribution of the learner, internal grammatical organization, generalization, hypothesis formation and the human capacity to understand and produce novel utterances.

Keywords: *Chomsky, Skinner, Behaviorism, Verbal Behavior, Reinforcement, Conditioning, Language Acquisition*

کلیدی الفاظ: نوم چومسکی، بی۔ ایف۔ سکنر، نظریۂ کردار، محرک، ردِ عمل، تقویت، کنڈیشننگ، لسانی رویہ، حصولِ زبان، قواعد

تعارف

زبان کے حصول اور تدریس کے حوالے سے مختلف ادوار میں متعدد نفسیاتی اور لسانی نظریات سامنے آئے ہیں۔ ان نظریات میں نظریۂ کردار کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ کرداریت کے ماہرین انسانی رویے کے قابلِ مشاہدہ پہلوؤں کو بنیادی حیثیت دیتے ہیں اور یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خارجی ماحول، محرکات اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ردِ عمل کس طرح انسانی رویے کی تشکیل کرتے ہیں۔ زبان کی تدریس میں بھی مشق، تکرار، عادت سازی، تقویت اور درست ردِ عمل جیسے تصورات طویل عرصے تک اہم سمجھے جاتے رہے۔

اگرچہ متعدد ماہرینِ لسانیات اور فلسفۂ زبان سے وابستہ اہلِ علم نے توقع ظاہر کی کہ لسانی مسائل کو کرداریتی نفسیات کے ذریعے بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے، تاہم اس نظریے کی زبان پر اطلاقی حیثیت پر شدید اعتراضات بھی سامنے آئے۔ چومسکی اپنے مضمون کے آغاز میں بھی اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ بہت سے ماہرینِ زبان کے مطالعے کو کرداریتی نفسیات (behavioral psychology) کے فریم ورک میں سمجھنا چاہتے تھے اور سکنر کی کتاب اس سمت میں ایک بڑی کوشش تھی۔

چومسکی نے 1959ء میں بی۔ ایف۔ سکنر کی کتاب Verbal Behavior پر تفصیلی تنقیدی جائزہ تحریر کیا۔ اس جائزے کا بنیادی مقصد صرف سکنر کی ایک کتاب کے مندرجات پر تبصرہ کرنا نہیں تھا بلکہ اس میں زبان اور انسانی ذہنی صلاحیتوں کو خالص کرداریتی اصولوں کی روشنی میں سمجھنے کی پوری کوشش کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔

چومسکی کے مطابق سکنر کا بنیادی مقصد لسانی رویے کا ایسا عملی تجزیہ پیش کرنا ہے جس میں ان خارجی عوامل کی شناخت کی جائے جو کسی مخصوص لسانی ردِعمل کو کنٹرول کرتے ہیں۔ سکنر اس ضمن میں stimulus، reinforcement اور deprivation جیسی اصطلاحات استعمال کرتا ہے جبکہ حقیقت میں یہ اصطلاحات حیوانی تجربات اور نفسیاتی تجربہ گاہوں میں استعمال ہوتی ہیں۔

زیرِ نظر مقالے کا مقصد انہی اعتراضات کا تجزیہ کرنا اور یہ واضح کرنا ہے کہ چومسکی نظریۂ کردار کی زبان سے متعلق توضیح کو کن بنیادی وجوہات کی بنا پر ناکافی سمجھتا ہے۔

نظریۂ کردار اور سکنر کا لسانی رویے کا تصور

سکنر کے نزدیک لسانی رویہ انسانی رویے کی ایک ایسی صورت ہے جس کی توضیح بھی دوسرے قابلِ مشاہدہ رویوں کی طرح خارجی عوامل کی مدد سے کی جا سکتی ہے۔ اس کے مطابق موجودہ محرکات اور reinforcement کی سابقہ تاریخ انسانی رویے کی تشکیل میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ چومسکی نے سکنر کے مؤقف کو بیان کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ سکنر تحریک اور تقویت کی سابقہ تاریخ کو ہی فیصلہ کن عمل سمجھتا ہے اور یہ تصور کرتا ہے کہ تجربہ گاہ میں سامنے آنے والے اصول پیچیدہ لسانی رویے کی توضیح کے لیے بھی کافی بنیاد فراہم کر سکتے ہیں۔ یہی مقام چومسکی اور سکنر کے درمیان بنیادی اختلاف کی ابتدا بنتا ہے۔ چومسکی انسانی زبان کو محض خارجی حالات کا نتیجہ قرار دینے کے بجائے اس میں سیکھنے والے فرد کی داخلی صلاحیت کو بھی بنیادی حیثیت دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک داخلی صلاحیتوں کے بغیر لسانی مہارت کا حصول ممکن نہیں ہے۔

تجربہ گاہ کے نتائج کے اطلاق پر اعتراض

چومسکی کا سب سے بنیادی اعتراض یہ ہے کہ تجربہ گاہ میں حیوانی رویوں کے حوالے سے حاصل کیے گئے نتائج کو پیچیدہ انسانی رویوں پر براہِ راست منطبق کرنا درست نہیں۔ وہ اس امر کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ نظریہ تقویت کے تجربات سے حاصل ہونے والی معلومات اپنی جگہ حقیقی اور اہم ہیں، مگر ان نتائج کی انسانی زبان تک توسیع دینا مناسب نہیں۔ اگر ان معلومات کو زبان کی تدریس کے لیے استعمال کیا بھی جائے تو اس کا کردار نہایت محدود ہو گا۔ چومسکی لکھتے ہیں:

"Insights that have been achieved in the laboratories of the reinforcement theorist, though quite genuine, can be applied to complex human behavior only in the most gross and superficial way." [1]

ترجمہ: نظریۂ تقویت کے ماہرین نے تجربہ گاہی مطالعات سے جو نتائج و معلومات حاصل کی ہیں، وہ اپنی جگہ معتبر ہیں؛ تاہم پیچیدہ انسانی رویے کی توضیح میں ان کا اطلاق نہایت اجمالی اور سطحی حد تک ہی ممکن ہے۔

چومسکی کے اس اعتراض میں دو اہم پہلو موجود ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ تجربہ گاہ سے حاصل ہونے والی معلومات کی مکمل نفی نہیں کرتا۔ دوسرا یہ کہ وہ انسانی زبان کو ایسے پیچیدہ رویے کے طور پر دیکھتا ہے جس میں محض خارجی محرک بنیادی اصول نہیں بن سکتا بلکہ اس میں داخلی صلاحیت کا بہت وسیع عمل دخل ہے ۔ اس کے نزدیک پیچیدہ انسانی رویے میں داخلی ساخت اور معلومات کی تفہیم کو بھی اہمیت دینی چاہیے۔

محرک اور ردِ عمل کی اصطلاحات پر اعتراض

نظریۂ کردار میں محرک (Stimulus) اور ردِ عمل (Response) بنیادی اصطلاحات ہیں، لیکن چومسکی ان کی تعریف اور انسانی زبان پر ان کے اطلاق کے حوالے سے مطمئن نہیں ہے۔ اس کے نزدیک پہلے یہ طے ہونا چاہیے کہ کس خارجی واقعے کو محرک کہا جائے گا اور کس رویے کو ردِ عمل قرار دیا جائے گا۔

وہ کہتے ہیں

"First of all, whether any physical event to which the organism is capable of reacting is to be called a stimulus on a given occasion, or only one to which the organism in fact reacts; and correspondingly, we must decide whether any part of behavior is to be called a response, or only one connected with stimuli in lawful ways."[2]

ترجمہ: سب سے پہلے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ کسی خاص موقع پر ہر اس طبعی واقعے کو محرک قرار دیا جائے جس پر جاندار ردِ عمل ظاہر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، یا صرف اس واقعے کو محرک کہا جائے جس پر وہ حقیقتاً ردِ عمل ظاہر کرے۔ اسی طرح یہ بھی فیصلہ کرنا ہو گا کہ رویے کے ہر جزو کو ردِ عمل کہا جائے، یا صرف اسی رویے کو ردِ عمل قرار دیا جائے جو محرکات کے ساتھ کسی باقاعدہ اور قانون کے مطابق تعلق میں ہو۔"

چومسکی کے نزدیک یہ مسئلہ محض لفظی نہیں بلکہ نظریاتی ہے۔ اگر ہر خارجی واقعہ محرک اور ہر انسانی حرکت ردِ عمل کہلانے لگے تو یہ اصطلاحات اپنی مخصوص سائنسی اہمیت کھو دیتی ہیں۔ دوسری طرف اگر انہیں بہت محدود معنوں میں رکھا جائے تو روزمرہ انسانی رویے کا بڑا حصہ ان کے دائرے سے باہر رہ جاتا ہے۔ چومسکی اسی مشکل کو تجرباتی نفسیات کے لیے ایک بنیادی الجھن قرار دیتا ہے۔

سکنر کے سائنسی طرزِ استدلال پر تنقید

چومسکی نے سکنر کے طریقِ استدلال کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اس کے خیال میں سکنر ایک طرف تجربہ گاہی نتائج کو اپنے نظریے کی سائنسی حیثیت ثابت کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے اور دوسری طرف انہی تجربات کی اصطلاحات کو حقیقی انسانی زندگی پر استعاراتی اور قیاسی انداز میں منطبق کرتا ہے۔

چومسکی کہتے ہیں:

"He utilizes the experimental results as evidence for the scientific character of his system of behavior, and analogic guesses (formulated in terms of a metaphoric extension of the technical vocabulary of the laboratory) as evidence for its scope."[3]

ترجمہ: سکنر تجربہ گاہ سے حاصل ہونے والے نتائج کو اپنے کرداریتی نظام کے سائنسی ہونے کی دلیل بناتا ہے، جبکہ اس نظام کو وسیع تر انسانی رویوں پر لاگو کرنے کے لیے تجربہ گاہ کی فنی اصطلاحات کو استعاراتی اور قیاسی انداز میں پھیلاتا ہے۔

چومسکی کے نزدیک اس طریقے سے بظاہر ایک وسیع دائرۂ کار رکھنے والا سائنسی نظریہ سامنے آتا ہے، لیکن حقیقت میں تجربہ گاہ اور حقیقی زندگی کی اصطلاحات معانی ایک جیسے نہیں ہوسکتے۔ کیوں کہ حقیقی زندگی اور تجربہ گاہ کے ماحول میں بہت فرق ہوتا ہے۔ وہ اسی ضمن میں لکھتے ہیں:

"In fact the terms used in the description of real-life and of laboratory behavior may be mere homonyms, with at most a vague similarity of meaning."[4]

ترجمہ: حقیقت میں روزمرہ زندگی کے رویے اور تجربہ گاہی رویے کی وضاحت میں استعمال ہونے والی اصطلاحات محض ہم نام الفاظ ہو سکتی ہیں، جن کے معانی میں زیادہ سے زیادہ ایک مبہم سی مماثلت پائی جاتی ہے۔

چومسکی کی تنقید کا مقصد یہاں یہ واضح کرنا ہے کہ سائنسی اصطلاح صرف نام کی یکسانیت سے سائنسی نہیں رہتی۔ تجربہ گاہ میں استعمال ہونے والے stimulus ، response یا reinforcement کے الفاظ کو روزمرہ زبان میں ایسے وسیع معنی دے دیے جائیں جو تجربہ گاہی تعریف سے مختلف ہوں تو ان کی حیثیت کم ہو جاتی ہے۔ چومسکی کے مطابق یہی چیز سکنر کے نظام میں ابہام پیدا کرتی ہے۔

محرک کنٹرول (Stimulus Control) پر چومسکی کا اعتراض

چومسکی محرک کنٹرول کے تصور کو مسئلہ قرار دیتا ہے۔ سکنر کے ہاں کوئی ردِ عمل کسی خارجی محرک کی کسی مخصوص خوبی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ۔ مگر چومسکی مثال دیتا ہے کہ ایک شخص کسی تصویر کو دیکھ کر "Dutch" کہہ سکتا ہے، جبکہ دوسرا "Beautiful" ، "Hideous"، "Tilted" یا کوئی بالکل دوسری بات کہہ سکتا ہے۔

اگر ہر ردِ عمل کے بعد یہ فرض کر لیا جائے کہ تصویر کی کوئی الگ خوبی اس ردِ عمل کو کنٹرول کر رہی تھی تو اس صورت میں محرک کی شناخت ردِ عمل کے بعد کی جارہی ہے نہ کہ پہلے۔ چومسکی کے نزدیک ایسی صورت میں توضیحی پیش گوئی (explanatory prediction) ختم ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ تحریک کے بعد پیش آنے والے ردِ عمل کو پیش گوئی نہیں کہا جا سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چومسکی کو اعتراض محرک کی موجودگی پر نہیں، بلکہ اس اصطلاح کی غیر محدود توسیع اور ہر جگہ اس کے استعمال پر ہے۔

تقویت (Reinforcement) کے تصور پر تنقید

نظریۂ کردار میں تقویت کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ سکنر کے مطابق کسی ردِ عمل کے بعد تقویتی واقعہ اس ردِ عمل کی طاقت میں اضافہ کر سکتا ہے۔ تجربہ گاہ میں یہ تصور نسبتاً قابلِ پیمائش ہوتا ہے، لیکن چومسکی کو انسانی زبان پر اس کے اطلاق میں شدید اعتراض ہے۔ کیوں کہ عمومی زندگی میں اس امر کا جائزہ لینا ممکن نہیں ہوتا کہ کس واقعے نے زبان دانی پر کس قدر اثر کیا ہے اور کتنی تقویت فراہم کی ہے۔ اس حوالے سے لکھتے ہیں

"It seems that Skinner's claim that all verbal behavior is acquired and maintained in 'strength' through reinforcement is quite empty because his notion of reinforcement has no clear content, functioning only as a cover term for any factor, detectable or not, related to acquisition or maintenance of verbal behavior."[5]

ترجمہ: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سکنر کا یہ دعویٰ کہ لسانی رویہ تقویت کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اور اسی کے ذریعے اپنی 'قوت' برقرار رکھتا ہے، دراصل بے معنی ہے؛ کیونکہ سکنر کے ہاں تقویت کا تصور کوئی واضح اور متعین مفہوم نہیں رکھتا، بلکہ یہ محض ایک ایسی جامع اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا ہے جو لسانی رویے کے حصول یا اس کے برقرار رہنے سے متعلق ہر عامل، خواہ وہ قابلِ مشاہدہ ہو یا نہ ہو، کو اپنے اندر سمو لیتی ہے۔"
چومسکی کے مطابق مسئلہ یہ ہے کہ reinforcement کی تعریف حقیقی انسانی رویے میں اتنی وسیع ہو جاتی ہے کہ کوئی شخص کسی کام سے لطف لے، کسی نتیجے کی توقع رکھے، کسی دوسرے شخص کی طرف سے ممکنہ ردِ عمل کی امید کرے یا خود اپنے کسی عمل سے متاثر ہو، ان سب کو reinforcement کہا جا سکتا ہے۔ اس طرح یہ اصطلاح الجھن کا سبب بن جاتی ہے یہ امر سائنسی اسلوب سے مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ اعتراض چومسکی کے مجموعی تنقیدی مؤقف کا اہم حصہ ہے کہ کسی اصطلاح کو ہر ممکن صورتِ حال پر لاگو کرنے سے اس اصطلاح کی توضیحی قوت بڑھنے کے بجائے کم ہو سکتی ہے۔

کنڈیشننگ کے تصور پر اعتراض

سکنر کے لسانی نظریے میں conditioning بھی بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ چومسکی نفسیات میں کنڈیشننگ کے استعمال کی اہمیت سے انکار نہیں کرتے لیکن اس کے نزدیک مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب تعلیم، معلومات کی ترسیل اور لسانی تعلم کو بھی انہی ضوابط کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی جائے۔ چومسکی لکھتے ہیں:

"The claim that instruction and imparting of information are simply matters of conditioning is pointless. The claim is true, if we extend the term 'conditioning' to cover these processes, but we know no more about them after having revised this term in such a way as to deprive it of its relatively clear and objective character."[6]

ترجمہ: یہ دعویٰ کہ تعلیم و تدریس اور معلومات کی ترسیل محض کنڈیشننگ کے عمل ہی کی صورتیں ہیں، کوئی بامعنی توضیح فراہم نہیں کرتا۔ اگر کنڈیشننگ کی اصطلاح کے مفہوم کو اتنا وسیع کر دیا جائے کہ یہ ان تمام تعلیمی اور معلوماتی اعمال کو بھی محیط ہو جائے تو یہ دعویٰ بظاہر درست قرار دیا جا سکتا ہے لیکن ایسا کرنے سے ان اعمال کے بارے میں ہمارے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا کیونکہ اس توسیع کے نتیجے میں کنڈیشننگ کی اصطلاح اپنی واضح اور معروضی حیثیت کھو بیٹھتی ہے۔

اس اقتباس میں چومسکی کی تنقید کا ایک بنیادی اصول واضح ہوتا ہے: کسی علمی تصور کی اہمیت صرف اس بات میں نہیں کہ اسے زیادہ سے زیادہ مظاہر پر لاگو کیا جا سکے، بلکہ یہ ضروری ہے کہ اس کا اطلاق ان مظاہر کی اصل ماہیت کو بھی واضح کرے۔

زبان کے حصول میں Reinforcement کی ناگزیریت پر اعتراض

چومسکی اس تصور سے بھی اختلاف کرتا ہے کہ بچے کی زبان Reinforcement کے ذریعے تشکیل پاتی ہے۔ اس کے مطابق بچے اپنے ماحول میں غیر رسمی مشاہدے، دوسرے بچوں کی گفتگو، بڑوں کی زبان، پڑھنے اور سننے کے ذریعے بھی بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ درست نہیں کہ بچہ صرف بڑوں کی انتہائی محتاط تربیت سے زبان سیکھتا ہے۔ مہاجر خاندانوں سے تعلق رکھنے والے بچے گلیوں اور دوسرے بچوں سے دوسری زبان بہت تیزی سے سیکھ لیتے ہیں، جبکہ ان کے والدین طویل مشق کے باوجود بعض لسانی باریکیوں میں ان کے برابر نہیں پہنچ پاتے یہ مشاہدہ چومسکی کے لیے اس بات کا ثبوت نہیں کہ ماحول غیر اہم ہے بلکہ یہ اس تصور کے خلاف دلیل ہے کہ منظم reinforcement ہی زبان کے حصول کی لازمی اور واحد بنیاد ہے۔

مزید اہم بات یہ ہے کہ چومسکی خود reinforcement کے تمام کردار کا انکار نہیں کرتا۔ وہ واضح طور پر تسلیم کرتا ہے کہ reinforcement زبان کے حصول میں اہم کردار ادا کرتا ہے، لیکن اس کے ساتھ غیر رسمی مشاہدہ، فطری جستجو، تقلید، مفروضہ سازی اور معلومات کو سمجھنے اور منظم کرنے کی صلاحیت بھی زبان کے حصول میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

زبان کی تخلیقی نوعیت

نظریہ کردار پر چومسکی کا ایک نہایت اہم اعتراض انسانی زبان کی تخلیقی صلاحیت سے متعلق ہے۔ انسان صرف وہی جملے استعمال نہیں کرتا جنہیں اسے پہلے reinforce کیا گیا ہو، بلکہ وہ مسلسل نئے جملے تخلیق کرتا اور ایسے جملوں کو سمجھتا ہے جنہیں اس نے پہلے کبھی نہیں سنا۔

چومسکی کے مطابق بچہ ایک خاص مرحلے پر ایسے اپنے طور پر لسانی اظہار بھی کرتا ہے اور سمجھتا ہے جو اس کے لیے بالکل نئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک بالغ شخص اخبار پڑھتے وقت مسلسل نئے جملے پڑھتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ ان جملوں کو سمجھ بھی لیتا ہے اور پڑھ بھی لیتا ہے۔ یہ صلاحیت محض رٹے رٹائے ردِ عمل کے تصور سے ممکن نہیں ہے۔

بچے کی داخلی قواعدی صلاحیت

چومسکی کے تنقیدی استدلال کا اہم ترین حصہ بچے کی داخلی قواعدی صلاحیت ہے۔اس کے مطابق زبان سیکھنے والا بچہ صرف جملے کو نقل نہیں کرتا بلکہ دستیاب صلاحیت کی مدد سے قواعد کا ایک نظام بھی تشکیل دیتا ہے اور اسی نظام کے تحت وہ گفتگو کرنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے چومسکی نے لکھا ہے:

“The child who learns a language has in some sense constructed the grammar for himself on the basis of his observation of sentences and nonsentences.[7]

ترجمہ: زبان سیکھنے والا بچہ، ایک لحاظ سے، جملوں اور غیر جملوں کے مشاہدے کی بنیاد پر اپنی زبان کی قواعد خود تشکیل دیتا ہے

اس کے بعد وہ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ بچے کی یہ قواعد انتہائی پیچیدہ انداز میں حیرت انگیز طور پر مختصر مدت میں حاصل کر لیتا ہے چومسکی کا مطلب یہ ہے کہ زبان سیکھنے کا کوئی بھی نظریہ اس حقیقت کی وضاحت کیے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا کہ بچہ محدود linguistic input سے ایک ایسا نظام حاصل کر لیتا ہے جو اسے نئے جملوں کی تشکیل، فہم، قواعد کی شناخت کے ادراک کے قابل بناتا ہے۔ یہی مقام چومسکی کو خارجی reinforcement سے آزادانہ تعلم کی طرف لے جاتا ہے اور اس کی زبان میں وسعت اور درستی آنا شروع ہو جاتی ہے

جملے کی ساخت اور کرداریتی توضیح

چومسکی جملے کی ساخت کی محض ظاہری ترتیب کی توضیح کو بھی ناکافی سمجھتا ہے۔اس کے مطابق صرف الفاظ کو قواعد کے فریم میں رکھ دینا جملے کی حقیقی نحوی ساخت کے تقاضے پورے نہیں کرتا مختلف جملے بظاہر ایک جیسی صورت کے حامل ہوتے ہیں لیکن ساخت میں مختلف ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں چومسکی نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ

“It is evident that more is involved in sentence structure than insertion of lexical items in grammatical frames; no approach to language that fails to take these deeper processes into account can possibly achieve much success in accounting for actual linguistic behavior.[8]”

ترجمہ: یہ بات واضح ہے کہ جملے کی ساخت میں محض لغوی اکائیوں کو قواعدی سانچوں میں رکھنے سے کہیں زیادہ امور شامل ہوتے ہیں؛ چنانچہ زبان کے بارے میں کوئی بھی ایسا نقطۂ نظر جو ان گہرے عملوں کو پیشِ نظر نہ رکھے، حقیقی لسانی رویے کی توضیح میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ چومسکی کے خیال میں جملے کی ساخت صرف الفاظ کو قواعدی سانچوں میں داخل کرنے سے کہیں زیادہ پیچیدہ عمل ہے یہ اعتراض اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ انسانی زبان کے مطالعے میں سطحی عمل کے ساتھ قواعد کے استعمال کو بھی اہمیت دینا ضروری ہے۔

چومسکی کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

چومسکی کی پوری بحث سے یہ تاثر لینا درست نہیں کہ وہ نظریۂ کردار کے ہر اصول کو مسترد کرتا ہے۔اس کی تنقید زیادہ تر کرداریتی توضیح کے خلاف ہے۔وہ اس بات سے اختلاف کرتا ہے کہ انسانی زبان کو صرف stimulus، response، reinforcement اور conditioning کی مدد

سے مکمل طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ خود تسلیم کرتا ہے کہ reinforcement ، imitation اور observation زبان کے حصول میں اہم ہیں۔ اس لیے اس کا اختلاف عملی تدریس میں مشق، تکرار یا feedback کی افادیت سے نہیں بلکہ اس نظریاتی دعوے سے ہے کہ یہی عوامل زبان کے مکمل نظام کی تدریس میں اہم ہیں۔ اس تناظر میں چومسکی کا نقطۂ نظر زبان کے سیکھنے کے حوالے سے یہ ہے کہ بچہ صرف اہلِ خانہ سے سن کر ہی زبان نہیں سیکھتا بلکہ وہ خود بھی اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے زبان سیکھتا ہے۔

ماحصل

نوم چومسکی کی A Review of B. F. Skinner's Verbal Behavior میں پیش کی جانے والی تنقید زبان اور انسانی رویے کے مطالعے میں اہم نظریاتی تبدیلی کی عکاس ہے۔ اس تنقید کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ انسانی زبان کو حیوانی تجربات سے اخذ کیے گئے چند خارجی اصولوں کے ذریعے مکمل طور پر سمجھنا ممکن نہیں۔ Stimulus، Response، Reinforcement اور Conditioning تجربہ گاہ میں مفید اور واضح تصورات ہو سکتے ہیں، لیکن انسانی زبان پر ان کے غیر محدود اطلاق سے ان کا مفہوم مبہم ہو جاتا ہے۔

چومسکی زبان سیکھنے والے کو ایک ایسے فعال فرد کے طور پر دیکھتا ہے جو اپنی صلاحیتوں سے پیچیدہ قواعد اخذ کرتا، نئے جملے تشکیل دیتا اور ایسی لسانی مہارتوں کو بھی سمجھتا ہے جنہیں اس نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ اسی لیے اس کے نزدیک زبان کے حصول کی جامع توضیح میں داخلی صلاحیتوں کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔

تاہم چومسکی کا مؤقف نظریۂ کردار کی مکمل نفی نہیں ہے۔ یہ تنقید نظریۂ کردار کو مسترد کرنے کے بجائے اس کی علمی حدود واضح کرتی ہے اور زبان کے مطالعے میں انسانی ذہن اور متعلم کی داخلی صلاحیت کو مرکزی مقام فراہم کرتی ہے۔

حوالہ جات

[1] Noam Chomsky, "A Review of B. F. Skinner's Verbal Behavior," Language, 35, no. 1 (1959), p. 28.

[2] Ibid., p. 30.

[3] Ibid.

[4] Ibid.,.

[5] Ibid., p. 37.

[6] Ibid.

[7] Ibid., P 52

[8]Ibit.,